HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اسرار الحق مجازؔ کی شاعری پر الطاف حسین حالیؔ کے اثرات

محمد لطیف صارم، پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ لسانیات وادبیات (اُردو) قرطبہ یونی ورسٹی آف سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی، پشاور

ڈاکٹر تحسین بی بی، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ لسانیات وادبیات (اُردو) قرطبہ یونی ورسٹی آف سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی، پشاور

Abstract:

Altaf Hussain Hali was a well known Urdu poet and the first Urdu critic who criticized poetry, particularly Urdu ghazal, and gave suggestions to modernize it. He was a trend setter Urdu poet. He not only set new rules in poetry, particularly in Urdu ghazal, but he himself abide by the rules in his poetry. Altaf Hussain Hali affected the poets with his modern poetry. A large number of poets, including Israr-ul-Haq Majjaz, could not keep themselves away from the Hali's influences. Israr-ul- Haq Majjaz was a romantic and progressive poet. Besides this, he was affected by Hali's modern poetry. We can see Hali's thoughts i.e betterment of human, forgiveness of sins, motivation etc. in his poetry. This article deals with Hali's influences in Israr-ul-Haq Majjaz's poetry.

کلیدی الفاظ:

رُجحان ساز، عیش ونشاط، افکار و نظریات، قنوطیّت، حرصِ گناہ، قحط الرجال، بارگاہِ ایزدی، تشبیہ، استعارہ، وطنیّت، انقلاب، طرہِ امتیاز، طرزِ فکر، ترقی پسند، رجائی،

مولانا الطاف حسین حالیؔ [۱۸۳۷ء-۱۹۱۴ء] ایک رجحان ساز شاعر ہیں۔انھوں نے قدیم شاعری بالخصوص غزل کی اصلاح کر کے اسے جدت عطا کی۔انھوں نے غزل کی اصلاح کے نہ صرف جامع اصول وضع کیے بل کہ روایتی موضوعات کو وُسعت سے نوازا کہ جدید غزل کے بانی کہلائے۔انھوں نے جدید غزل کو عیش ونشاط اور گل و بلبل کے تذکرے سے نکال کر غزل کو ایسی موضوعاتی وُسعت عطا کی کہ اب غزل نے مذہب، وطنیت اور اصلاحِ معاشرہ کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سے موضوعات کو اپنے دامن میں سمولیا ہے۔نیچرل شاعری کا جو عَلم حالیؔ نے بلند کیا تھا وہ صرف قدرتی مناظر کی عکاسی سے نیچرل کہلانے والا نہیں تھا بل کہ اصلیّت، جذبہ اور جوش وغیرہ کے عناصر نیچرل شاعری کی جان قرار پائے تھے۔حمید احمد خان اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”قومی شاعر بننے سے پہلے حالیؔ ”نیچرل“ شاعر بنے یعنی قومی جذبات کو نظم کرنے سے پہلے انھوں نے شعر گوئی کا ڈھنگ بدلا۔یہ قصہ یوں ہے کہ ۱۸۵۷ء میں دہلی کے چند ادیب خوش قسمتی سے لاہور پہنچ گئے۔انھی میں خواجہ الطاف حسین حالیؔ بھی تھے۔یہاں آکر محکمہ تعلیم میں ملازم ہوئے۔اس وقت پنجاب کے ناظم کرنل ہالرائیڈ تھے۔انھوں نے تحریک دی کہ اُردو میں انگریزی شاعری کے نمونے پر نظمیں لکھی جائیں چناں چہ ۱۸۷۴ء میں اس نئی ادبی تحریک کا پہلا مشاعرہ ہوا"۔ [۱]

الطاف حسین حالیؔ کے افکار و نظریات کا اُردو غزل پر ایسا اثر پڑا کہ حالیؔ کے عہد سے لے کر اب تک غزل کے بہت سے شعرا پر حالیؔ کے واضح اثرات نظر آتے ہیں۔ آئندہ صفحات میں اسرار الحق مجازؔ کی شاعری پر الطاف حسین حالیؔ کے اثرات کا جائزہ لیا جائے گا کہ اُنھوں نے کہاں تک حالیؔ کی فکر سے اپنی فکر کے دیئے روشن کیے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اسرار الحق مجازؔ [۱۹۱۱ء-۱۹۵۵ء] ضلع بارہ بنکی، یوپی بھار تمیں پیدا ہوئے اور لکھنو میں وفات پائی۔اسرار الحق مجاز نے اپنی نظم گوئی کی وجہ سے بے پناہ شہرت حاصل کی لیکن اُن کی اُردو غزل کو بھی کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اُن کے دو شعری مجموعے "آہنگ" اور "سازِ نو" شائع ہوئے۔[۲] مجازؔ بنیادی طور پر رومان پسند شاعر تھے، ترقی پسندی سے وابستگی نے ان کے شعری مزاج کو دو آتشہ بنا دیا اور اُن کی رومان پسندی میں ایک بلا خیز شعلگی نے جنم لیا۔ مجازؔ نے خواجہ الطاف حسین حالیؔ کی اصلاحِ غزل کی پیروی کرتے ہوئے اپنی اُردو غزل میں وہ اوصاف پیدا کرنے کی سعی کی جو حالیؔ کی غزل کا طرہ امتیاز تھے۔اُنھوں نے رومان پرور ہونے کے باوجود حالیؔ کے اصلاحِ معاشرہ، مذہب، انقلاب، تحرک اور وطنیّت کو اپنی غزل کا حصہ بنایا۔وُہ جس دور میں سانس لے رہے تھے اُنھوں نے اُس دور کے مسائل، خوابوں اور آرزوؤں کی بھرپور انداز میں ترجمانی کی۔دوسری جنگِ عظیم سے پیشتر ہندوستان میں سیاسی اور تہذیبی بیداری کی لہر نے جو خود اعتمادی پیدا کر دی تھی، مجازؔ کی غزل میں اس کی جھلکیاں بڑے واضح انداز میں اُبھر کر سامنے آئی ہیں۔

اسرار الحق مجازؔ کی اُردو غزل کا رجائی پہلو بڑی اہمیت کا حامل ہے۔اُن کا یہ رجائی طرزِ فکر اور پُر امید لب ولہجہ الطاف حسین حالیؔ کی عطا ہے۔جہاں تک حالیؔ کا تعلق ہے وُہ ہمیشہ پُر امید رہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔جیسے وُہ ایک غزل میں اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ :

بُری اور بھلی سب گزر جائے گی
یہ کشتی یوں ہی پار اُتر جائے گی
رہیں گے نہ ملاح یہ دن سدا
کوئی دن میں گنگا اُتر جائے گی ۳

اسرار الحق مجازؔ نے جن حالات میں زندگی بسر کی اُن میں اُن کی شاعری قنوطیّت کا شکار ہو کر رہ جاتی تو کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوتی۔حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ایسے حالات میں بھی وُہ ایک رجائی پہلو لیے ہوئے تھے۔اُنھوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے کی سعی بھی کی ہے۔وُہ انقلابی ذہن رکھتے تھے اور یہ سب حالیؔ کی غزل کے زیرِ اثر ہوا۔ سرار الحق مجازؔ کے بارے میں ڈاکٹر اظہار احمد لکھتے ہیں :

"لہجے کا درد، مضامین کی رومانویّت، احساسات کا گداز اور تخیّل کی سحر انگیزی مجازؔ کے اشعار کو اگر ایک طرف اُردو غزل کے کلاسیکی سرمائے کے قریب کرتے ہیں تو دوسری طرف اُس عہد کے سیاسی اور سماجی مسائل اور ترقی پسندی کے انقلابی موضوعات واسالیب کا بھی پتہ دیتے ہیں، مجازؔ کے یہاں رومان اور انقلاب کا ایسا خوب صورت امتزاج ہے، جو اُن کی ہی انفرادیّت بنتا ہے۔یہ اعجازِ شاعری اُن کے کسی دوسرے ہم عصر کو حاصل نہیں۔" ۴

الطاف حسین حالیؔ کے کلام میں ایک ناصح کی طرح گناہوں سے بچنے کی ترغیب ملتی ہے۔اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگ کر اور اعمالِ صالح سے اپنے آپ کو ربِ ذوالجلال کے حضور سرخرو کر سکتے ہیں۔بقولِ حالی:

وہاں اگر جائیں تو لے کر جائیں کیا

مونہ اُسے ہم جا کے یہ دکھلائیں کیا

دل میں ہے باقی وہی حرصِ گناہ

پھر کیے سے اپنے ہم پچتائیں کیا ۵

حالیؔ کی طرح اسرار الحق مجازؔ کی اُردو غزل میں ربِ کریم سے اپنے گناہوں کی معافی کی طلب رکھنا اور اُس کے کرم کی اُمید رکھنا ایک اہم ترین جزو ہے۔ ترقی پسند تحریک کا اہم رکن ہونے کے باوجود اسرار الحق مجازؔ کا مذہب کی طرف لگاؤ رکھنا یقیناً خواجہ الطاف حسین حالیؔ کی اصلاحِ غزل کی تجاویز کے زیرِ اثر ہے۔

اسرار الحق مجاز لکھتے ہیں:

تیرے گناہ گار ، گناہ گار ہی سہی

تیرے کرم کی آس لگائے ہوئے تو ہیں ۶

بہ حیثیت مسلمان ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم پر مکمل اعتبار اور یقین رکھیں۔ انسان خطا کا پُتلا ہے، اگر انسان سے خطا ہو جائے تو وہ فوراً اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے، گڑگڑاتا ہے، ندامت کے آنسو بہاتا ہے اور بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کی بخشش کا طلب گار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو انسان کا یہی عمل سب سے زیادہ پسند ہے کہ وہ گناہ سرزد ہونے کے بعد معافی کا خواستگار بنتا ہے۔ حالیؔ کے نزدیک صرف عبادت ہی دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضامن نہیں بل کہ اصل چیز خود کو گناہوں سے بچانا ہے۔ حالیؔ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

گناہوں سے بچنے کی صورت نہیں جب

عبادت میں کیوں جاں ناحق کھپائی ۷

حالیؔ کی طرح اسرار الحق مجازؔ کا بھی یہی خیال ہے کہ اگر انسان معافی نہیں مانگتا تو وہ شرفِ انسانیت سے گر جاتا ہے اور وہ ابلیس کی راہ پر چلنے لگتا ہے اور ابلیس کی راہ انسان کو جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں لے جانے والی ہے۔ اس لیے اپنے رب کو منانے کے لیے اس کی طرف رجوع بہت ضروری ہے۔ اسرار الحق مجازؔ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

کتنی دُشوار ہے پیرانِ حرم کی منزل

اِس طرف فتنۂ ابلیس، اُدھر ربِ جلیل ۸

حالیؔ کا ایک نظریہ تحرک اور حوصلہ بھی ہے، وُہ اپنے زورِ بازو پر آگے بڑھنے والوں کی قدر کرتے ہیں۔ یہ وُہ نظریہ ہے جو جوش و ولولہ کی بھی حمایت کرتا ہے، آگے بڑھنے والوں کو خطرات سے نکالنا اور راستوں کی دُشواریوں سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ دیتا ہے۔ حالیؔ نے اپنی جدید غزل کے ذریعے معاشرے کو سہل پسندی کی دلدل سے نکال کر عملیّت کی راہ دکھائی۔ حالیؔ کے ہاں تحرک اور عملیّت کی دعوت کثرت سے ملتی ہے۔ وُہ کہتے ہیں:

دیکھا نہیں ابھی کچھ قحط الرجال تم نے

اس سے بھی سخت آتی آگے گرانیاں ہیں

کھیتوں کو دے لو پانی اب بہ رہی ہے گنگا

کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں ۹

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

مجازؔ بھی حالیؔ کے اس نظریہ تحرک اور جوش وجذبہ کے حامی نظر آتے ہیں، وُہ لکھتے ہیں:

بخشی ہیں ہم کو عشق نے وہ جرأتیں مجازؔ

ڈرتے نہیں سیاستِ اہلِ جہاں سے ہم ۱۰

الطاف حسین حالیؔ رُکنے کو موت سے تشبیہ دیتے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں کہ حرکت میں برکت ہے اور چلتے رہنے میں ہی زندگی ہے، جو رُک جاتا ہے وُہ دراصل دائرۂ زندگی سے نکل جاتا ہے۔ وُہ آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتے ہیں۔ یہی نظریات اسرار الحق مجازؔ کی اُردو غزل میں نمایاں ہو کر سامنے آئے ہیں۔ وُہ بھی ایسے خیالات وافکار رکھتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ اگر آگے بڑھنا ہے تو پھر زمانے کو بھی اپنے ساتھ لے کر آگے بڑھنا چاہیے۔ وُہ اکیلے منزل پانے کی خواہش نہیں رکھتے بل کہ وُہ دوسروں کو بھی منزل تک پہنچانے کے طلب گار ہیں۔ اس حوالے سے اُن کا خیال ہے کہ:

زمانے سے آگے تو بڑھیے مجازؔ

زمانے کو آگے بڑھانا بھی ہے ۱۱

اسرار الحق مجازؔ الطاف حسین حالیؔ کی پیروی میں ہمت اور جوش وولولے کے مضامین اپنی غزل میں باندھتے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں کہ شاہین بہت بلند پرواز رکھتا ہے، جب وہ اُڑنے پر آجائے تو آسمان کی وُسعتیں ختم ہوتی نظر آتی ہیں۔ اس حوالے سے مجازؔ لکھتے ہیں:

کھل گئی تھی صاف گردوں کی حقیقت اے مجاز

خیریت گزری کہ شاہیں زیرِ دام آہی گیا ۱۲

اسرار الحق مجازؔ اپنے دور کی اضطرابی کیفیت، جس میں کرب، اُلجھنیں، سیاسی اور سماجی بیداری کے ساتھ ساتھ غلامی کی زنجیروں سے نجات پا کر صبحِ آزادی کی خواہش نے بھی جنم لیا۔ یہی وہ خیالات ہیں، جو حالیؔ نے اپنی اصلاحِ غزل میں بتائے ہیں۔ انھوں نے بھی ہمت، جوش اور وطنیّت کی بات کی تھی۔ مجازؔ نے حالیؔ کی طرح کمزور اور پسے ہوئے طبقے کے افراد کو سینے سے لگا کر اُنھیں جینے کی راہ دکھائی۔ چوں کہ مجازؔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھے اس لیے اُن کا بھی یہی مقصد تھا کہ وُہ مفلس ولاچار لوگوں کو سر اُٹھا کر جینے کا حوصلہ عطا کریں اور اُنھیں قید وبند کی صعوبتوں سے نجات دلائیں۔ مجازؔ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

ہمدم یہی ہے رہگزرِ یارِ خوش خرام

گزرے ہیں لاکھ بار اسی کہکشاں سے ہم

کیا کیا ہوا ہے ہم سے جنوں میں نہ پوچھیے

اُلجھے کبھی زمیں سے کبھی آسماں سے ہم ۱۳

اسرار الحق مجازؔ کے ہاں غزل میں بادہ، ساقی، مئے، شراب، مستی ایسے لاتعداد استعارے موجود ہیں۔ اُن کے ہاں ساقی کے کئی معانی نکلتے ہیں، ایک غزل میں وُہ رب العزت کو ساقی کے استعارے میں دیکھتے ہیں۔ وُہ ہندوستان کے سیاسی وسماجی حالات وواقعات کو بڑے انہاک سے دیکھ رہے تھے۔ اُن کی خواہش تھی کہ ہندوستان

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

سے کرب کا موسم ختم ہو جائے، لوگوں کے مسائل ختم ہوں اور وُہ سُکھ کا سانس لے سکیں۔ حالیؔ کی خواہش تھی کہ بکھرے ہوئے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا ہو، جہاں وُہ اخوت اور مساوات کے ساتھ رہ سکیں۔ یہی تصورات و خیالات حالیؔ کی اصلاحِ غزل کے زیرِ اثر مجازؔ کی غزل میں در آئے تھے، وُہ اخوّت اور اتحاد کے تمنائی بھی ہیں، اسی لیے کہتے ہیں:

ایک دن آدم و حوا بھی کیے تھے پیدا

وُہ اخوّت تری محفل میں کہاں ہے ساقی

ہر چمن دامنِ گل رنگ ہے خونِ دل سے

ہر طرف شیون و فریاد و فغاں ہے ساقی ۱۴؎

حالیؔ کی غزل میں ہمدردی اور دوسروں کے لیے بھلائی کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ حالیؔ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ اس دنیا کی بہتری کے لیے اس میں آباد انسانوں کی بہتری اور بھلائی بہت ضروری ہے۔ بقول حالیؔ:

پاتے ہیں اپنوں میں غیروں سے سوا بیگانگی

پر بھلا تکتے ہیں ایک اک کا یگانوں کی طرح ۱۵؎

اسی جذبے سے متاثر ہو کر اسرارالحق مجازؔ نے بھی اسے اپنی غزل میں برتا ہے۔ وُہ بھی دوسروں کے لیے بھلائی اور خیر کا جذبہ رکھنے والے تھے۔ اُنھوں نے حالیؔ کے نظریات سے اتفاق کرتے ہوئے ان مضامین کو اپنی غزل کا حصہ بنایا، وُہ لکھتے ہیں:

درد کی دولتِ بیدار عطا ہو ساقی

ہم بھی خواہ سبھی کے ہیں بھلا ہو ساقی ۱۶؎

الطاف حسین حالیؔ دنیا کی عارضی زندگی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ زندگی چاہے جتنی بھی ہو آخر انسان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور اس نے عارضی دنیا سے کوچ کر جانا ہے۔ یہ زندگی لمحہ بہ لمحہ گزرتی جائے گی اور ایک وقت آئے گا کہ سانسوں کی ڈوری کٹ جائے گی۔ حالیؔ دنیا کو دارالعمل قرار دیتے ہیں اور اس میں راحت کو عبث خیال کرتے ہیں۔ حالیؔ دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ کچھ یوں کرتے ہیں:

راحت کا جہاں میں یونہیں اک نام ہے گویا

راحت کی تلاش اک طمعِ خام ہے گویا ۱۷؎

یہی خیالات ہمیں مجازؔ کے ہاں بھی ملتے ہیں، وُہ بھی اس زندگی کی بے ثباتی کا ذکر کچھ یوں کرتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

وقت کی سعیِ مسلسل کارگر ہوتی گئی

زندگی لحظہ بہ لحظہ مختصر ہوتی گئی

سانس کے پردوں میں بجتا ہی رہا سازِ حیات

موت کے قدموں کی آہٹ تیز تر ہوتی گئی ۱۸؎

اسرارالحق مجاز کا غزل گوئی کا اپنا ایک انوکھا لہجہ ہے۔اُن کے کلام سے نظر آتا ہے کہ انھیں زندگی سے شکایت کم ہے جب کہ اسے برتنے کا حوصلہ زیادہ ہے۔اس بات کا اظہار مجاز نے اپنی غزل میں خوب صورت اور منفرد انداز میں کیا ہے۔مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اسرارالحق مجاز ؔ ایک ترقی پسند شاعر ہونے کے باوجود خود کو مکمل طور پر حالی ؔ کے اثرات سے نہیں بچا پائے اور ان کی غزلوں کے بیشتر اشعار الطاف حسین حالی ؔ کی طرح مقصدیت پر مبنی اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے زیبِ قرطاس بنے تھے۔

حوالہ جات

۱۔حمید احمد خان، "حالیؔ سے اقبال تک"، مشمولہ، صحیفہ، حالی نمبر، لاہور: مجلس ترقی ادب، شمارہ نمبر ۲۲۰۔۲۲۱، جنوری تا جون ۲۰۱۵ء، ص۲۲۹

۲۔محمد زکریا،خواجہ،ڈاکٹر،"اُردو غزل[انتخابِ زریں]"،لاہور:سنگت پبلشرز،اشاعت دوم،۲۰۰۹ء،ص۲۶۸

۳۔الطاف حسین حالیؔ، دیوانِ حالیؔ، لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۱۹۸۹ء، ۱۲۰

۴۔اظہار احمد،ڈاکٹر، اُردو غزل کے کچھ اہم ستون، پٹنہ: پیاری اُردو پبلی کیشن کر بگھیا،۱۹۹۶ء، ص ۱۰۰۔۱۰۱

۵۔ الطاف حسین حالیؔ، دیوانِ حالیؔ، ص ۶۶

۶۔اسرارالحق مجازؔ، آہنگ، کراچی: ظفر اکیڈمی، اپریل ۲۰۱۳ء، ص۲۳۵

۷۔الطاف حسین حالیؔ، دیوانِ حالیؔ، ص۱۲۱

۸۔اسرارالحق مجازؔ، آہنگ، ص ۲۵۷

۹۔الطاف حسین حالیؔ، دیوانِ حالیؔ، ص۱۰۳

۱۰۔اسرارالحق مجازؔ، آہنگ، ص۲۵۳

۱۱۔اسرارالحق مجازؔ، آہنگ، ص۲۷۲

۱۲۔اسرارالحق مجازؔ، آہنگ، ص ۲۶۳

۱۳۔اسرارالحق مجازؔ، آہنگ، ص ۲۵۳

۱۴۔اسرارالحق مجازؔ، آہنگ، ص ۲۷۷۔۲۷۸

۱۵۔الطاف حسین حالیؔ، دیوانِ حالی، ص ۸۱

۱۶۔اسرارالحق مجازؔ، آہنگ، ص۲۷۷

۱۷ ۔الطاف حسین حالیؔ، دیوانِ حالی،ص ۶۷

۱۸۔اسرارالحق مجازؔ، آہنگ، ص ۲۸۱